Quarterly Research Journal "Al-Qudwah", Volume 02, Issue 04, Oct-Dec 2024

AL-QUDWAH
ISSN(P): 2959-2062 / ISSN(E): 2959-2054
https://al-qudwah.com

حیاتِ ارضی کے لئے کار آمد اشیاء کی حلت واباحت :ایک تحقیقی مطالعہ

The Permissibility and Prohibition of Useful Items for Earthly Life: A Research Study

ABSTRACT

This research study investigates the concepts of permissibility and prohibition regarding utilitarian objects in the context of terrestrial life. The purpose of this study is to clarify how religious and moral frameworks address the use and regulation of goods deemed beneficial to human existence. It explores the principles that govern what is considered permissible or forbidden from various religious, cultural and legal perspectives. The analysis begins with a review of the underlying texts and beliefs that influence the permissibility of objects. This includes an examination of religious scriptures, legal codes, and ethical theories that define the boundaries of acceptable use. The study then examines contemporary issues where these principles apply, such as in the context of modern technology, medical advances, and environmental sustainability. Key findings show that the permissibility of utilitarian goods often depends on their alignment with basic moral values and societal needs. In contrast, substances deemed harmful or harmful to human health are prohibited. This study highlights the dynamic nature of these concepts, as they adapt to social norms and technological innovations. This research contributes to a deeper understanding of how ethical and legal frameworks intertwine with practical considerations in the regulation of commodities. By addressing these issues, the study provides insights into balancing benefits and harms, thereby guiding the application of these principles in contemporary contexts. These findings are intended to inform policymakers, scholars, and practitioners about the complexities of permission and prohibition in modern life.

Keywords: *Islamic Jurisprudence, Permissibility, Prohibition, Islamic Law, Halal and Haram.*

AUTHORS

Hafiz Ghulam Yaseen Saeedi*
PhD Scholar, Department of Islamic Learning, University of Karachi:
g.yaseen.saeedi@gmail.com

Date of Submission: 17-11-2024
Acceptance: 09-12-2024
Publishing: 15-12-2024

Web: https://al-qudwah.com/
OJS: https://al-qudwah.com/index.php/aqrj/user/register
e-mail: editor@al-qudwah.com

****Correspondence Author:***
Hafiz Ghulam Yaseen Saeedi*PhD Scholar, Department of Islamic Learning, University of Karachi.*

اسلام ایک سادہ اور سہل مذہب ہے۔ یہ دین ہر پل اور ہر مرحلے پر انسانوں کو سکون اور آسانی فراہم کرتا ہے۔ اس کے بنیادی اصولوں میں شامل ہے کہ یہ اپنے ماننے والوں پر ایسے بوجھ نہیں ڈالتا جو ان کے لیے برداشت کرنا مشکل ہو، اور اس کے اصولوں کی بناوٹ میں عسر (تنگی) کو کم کرنا ایک اساسی ضابطہ ہے۔ اسی بناء پر اسلام میں واجبات اور محرمات کا دائرہ مباح اور حلال کے مقابلے میں زیادہ متعین و محدود ہے بالکل یہاں ایک مختلف انداز میں لکھا گیا ہے۔

محرمات وہ چیزیں ہیں جن پر انسان کو ہر حالت میں پابند رہنا ضروری ہوتا ہے۔ انسان کی فطرت میں آزادی کی خواہش شامل ہوتی ہے اور وہ اس آزادی کو قدر دیتا ہے۔ لیکن محرمات کے تحت، ان حدود کو ماننا انسان کی فطری آزادی کی قیمت پر ہوتا ہے، کیونکہ یہ پابندیاں اخلاقی اور دینی اصولوں کے مطابق وضع کی گئی ہیں تاکہ انسان کے عمل کو درست سمت میں رہنے میں مدد ملے۔ بیشتر لوگ پابندیوں سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں اور آسانیوں کو اختیار کرنے میں سکون محسوس کرتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ ان کی طرف زیادہ مائل ہوتے ہیں۔ اسلام نے اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے واجبات اور محرمات کے احکام پر غیر ضروری بوجھ نہیں ڈالا۔ اس کے بجائے، اس نے صرف چند مخصوص امور پر پابندی عائد کی، جو انسان کی دینی اور دنیاوی فلاح کے لئے نہایت اہم ہیں۔ ان احکام کا مقصد انسانی حیات کو با مقصد بنانا اس کے لئے فائدے مند راہیں فراہم کرنا ہے۔ اسلام نے زندگی کے بیشتر امور کو انسان کی ذاتی پسند و ناپسند پر چھوڑا اور انہیں جائز قرار دیا۔ اس کے فلسفے کے مطابق، زمین و آسمان کی تمام چیزیں انسانیت کی بھلائی کے لیے تخلیق کی گئی ہیں۔ لہٰذا، بنیادی طور پر سب کچھ مباح ہے، سوائے ان مخصوص امور کے جن پر پابندیاں عائد کی گئی ہیں۔ ان پابندیوں کا مقصد انسان کی فلاح اور معاشرتی بہتری کو یقینی بنانا ہے، اور باقی سب کچھ انسان کی ذاتی پسندیدگی اور ضرورت کے مطابق جائز سمجھا جاتا ہے۔ یہ اصول نہ صرف اسلام کے قانونی نظام دنیا کے تمام قانونی نظاموں کا ایک اہم اصول یہ ہے کہ اشیاء اور افعال کی بنیادی حیثیت مباح اور جائز ہوتی ہے۔

انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں میں کئی ایسی چیزیں ہیں جن کی حلت یا حرمت کے حوالے سے قرآن و حدیث میں کوئی صریح ہدایت نہیں ملتی۔ اس صورت میں، جب تک کہ ان چیزوں کے بارے میں کوئی واضح شرعی دلیل موجود نہ ہو، انہیں مباح، جائز اور مشروع سمجھا جائے گا۔ عدم ثبوت کی بنیاد پر کسی چیز کو ناجائز یا حرام قرار دینا درست نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے زندگی میں آسانیاں اور سہولتیں فراہم کرنے کا مقصد رکھا ہے، اس لیے اس نے صرف چند مخصوص اشیاء کو حرام اور ناجائز قرار دیا اور ان کی فہرست کو واضح کیا۔ اس کے علاوہ، باقی تمام چیزوں کو جائز اور حلال قرار دیا گیا ہے۔ یہ دین اسلام کی آسانی کا نمایاں مظہر ہے۔ اگر شریعت اسلامی تمام حلال اور مباح اشیاء کی مکمل فہرست فراہم کرتی اور صرف چند مخصوص چیزوں کو حلال قرار دیتی، تو مسلمان کو بے شمار مشکلات اور ناقابل برداشت پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا، جو ان کی زندگی کو مشکل بنا دیتیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر اور حمد جتنی بھی کی جائے، کم ہے کہ اس نے ہمارے لیے رسول رحمت ﷺ کے ذریعے ایک آسان اور سہل دین پیش کیا۔ اس دین نے مسلمانوں کی آسانی کے لیے ایسے شاندار اصول فراہم کیے ہیں جو قیامت تک کافی اور مکمل ہیں، اور انسانیت کی فلاح و بہبود کی ضمانت دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک ایسا نظام عطا کیا ہے جو ہر لحاظ سے موزوں اور مفید ہے، اور اس کے ذریعے ہم اپنی دنیاوی اور دینی زندگی کو کامیابی کے ساتھ بسر کر سکتے ہیں۔

اسلام آسانی پسند دین قرآن کی روشنی میں

اسلام میں کوئی ایسی پابندیاں نہیں ہیں جو انسانی زندگی کو مشکل میں ڈال دیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت اور حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے احکامات فراہم کیے ہیں، اور قرآن کریم میں بھی اس کی تصدیق کی گئی ہے۔

يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ۔ [1]

ترجمہ: اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا اور اس لئے کہ تم گنتی پوری کرو اور اللہ کی بڑائی بولو اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی اور کہیں تم حق گزار ہو،

مذکورہ آیت سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام کے احکام کا مقصد لوگوں کو تکلیف دینا یا ان کی زندگی کو مشکل بنانا نہیں ہے۔ شریعت کی اصل غرض اللہ کی رضا اور انسان کی بھلائی ہے، یعنی دین کو مشکل نہیں بلکہ سہل بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ دین کی پیچیدگیاں عام طور پر کم حوصلگی اور پست ہمتی کی وجہ سے زیادہ محسوس ہوتی ہیں۔ اس لیے دین کو بہتر طور پر سمجھنے کی کوشش کریں اور اس کی آسانیوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اللہ کی بے شمار حمد وثنا اور شکر گزار رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ۔ [2]

ترجمہ: کچھ زبردستی نہیں دین میں۔

ایک اور مقام پر ہے:

لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا۔ [3]

ترجمہ "اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر"

مزید ارشاد ہوتا ہے:

"وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ" [4]

ترجمہ: اور تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی۔

ارشاد ہوتا ہے:

يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا۔ [5]

ترجمہ: اللہ چاہتا ہے کہ تم پر تخفیف کرے اور آدمی کمزور بنایا گیا۔

اسلام ایک ایسا دین ہے جو ہر فرد کے لیے قابل فہم اور عمل پذیر ہے۔ قرآن مجید نے اپنے پیروکاروں کو آسانی فراہم کرنے کے لیے تمام ممکنہ سہولتیں دی ہیں اور مشکلات وتنگیوں کو دور کرنے کی کوشش کی ہے۔ دین کی سادگی اور عمل پذیر ہونے کی بنیاد پر، قرآن وحدیث میں صرف ان

---

[1]۔ سورہ بقرہ آیت نمبر 185

[2]۔ سورہ بقرہ آیت نمبر 256

[3]۔ سورہ بقرہ آیت نمبر 286

[4]۔ سورہ حج آیت نمبر 78

[5]۔ سورہ نساء آیت نمبر 28

مخصوص امور کی تفصیلات فراہم کی گئی ہیں جو نسبتاً کم اور محدود ہیں، تاکہ انسانوں کے لیے انہیں اپنا کر عملی طور پر سمجھنا آسان ہو۔ اگر قرآن ہر چیز کی تفصیل سے وضاحت کرتا، تو لوگوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا۔ یہی وجہ ہے کہ جب ہم قرآن کے احکام کی تفصیلات کا جائزہ لیتے ہیں، تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس نے پیچیدگیوں سے بچنے کے لیے صرف بنیادی اصول فراہم کیے ہیں۔ قرآن عموماً حرام اشیاء کی تفصیلات فراہم کرتا ہے بجائے اس کے کہ حلال کی تفصیلات بیان کرے۔ قرآن کا بیان کرنے کا انداز بنیادی اور اصولی رہنمائی پر مبنی ہے، اور تفصیلات میں کم دخل دیتا ہے۔ اگر قرآن ہر چیز کی تفصیل سے وضاحت کرتا، تو لوگوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا۔ اس لیے جب ہم قرآن کے احکام کی تفصیلات کا جائزہ لیتے ہیں، تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس نے پیچیدگیوں سے بچنے کے لیے صرف بنیادی اصول فراہم کیے ہیں۔ قرآن عموماً حرام اشیاء کی تفصیلات فراہم کرتا ہے، جبکہ حلال چیزوں کی تفصیلات کم بیان کرتا ہے۔ قرآن کا انداز بیان اصولی اور بنیادی رہنمائی پر مرکوز ہے، اور تفصیلی توضیحات کی بجائے عمومی ہدایات دیتا ہے۔

آسانی فرامینِ نبوی ﷺ کی روشنی میں

دین اسلام ایک سادہ اور عمل پسند مذہب ہے۔ اس میں نہ تو پیچیدہ احکامات ہیں اور نہ ہی ایسی چیزیں ہیں جو انسانی فطرت سے متضاد ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے اقوال میں دین کی سادگی پر بار بار زور دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"عن أنس بن مالك، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال يسروا ولا تعسروا، وبشروا، ولا تنفروا"[6]

ترجمہ "حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آسانی پیدا کرو، سختی پیدا نہ کرو، خوش خبری سناؤ اور (لوگوں کو) دور نہ بھگاؤ"

یہ حدیث مسلمانوں کو دوسروں کے ساتھ نرم دلی اور رحمت کے ساتھ پیش آنے کی ترغیب دیتی ہے۔ ہمیں ہمیشہ کوشش کرنی چاہیے کہ لوگوں کے لیے امور کو آسان بنایا جائے، نہ کہ ان کو مشکل میں ڈالا جائے۔ ہمیں دوسروں کو خوشی اور حوصلہ فراہم کرنا چاہیے، اور انہیں سخت رویے یا سخت الفاظ سے دور نہیں کرنا چاہیے۔

أن النبي صلى الله عليه وسلم، بعث معاذا وأبا موسى إلى اليمن قال يسرا ولا تعسرا، وبشرا ولا تنفرا، وتطاوعا ولا تختلفا۔[7]

ترجمہ" حضور ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل اور ابو موسیٰ الاشعری کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجا اور فرمایا آسانیاں پیدا کرو اور سختیاں پیدا نہ کرو، خوشخبریاں سناؤ اور لوگوں کو (دین سے) نہ ہٹاؤ، ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو اور اختلاف نہ کرو۔"

یہ حدیث نبی اکرم ﷺ کی ایک اہم نصیحت ہے جو مسلمانوں کو دوسروں کے ساتھ نرمی اور شفقت سے پیش آنے کی یہ تعلیم دیتی ہے کہ معاملات کو سادہ اور واضح رکھا جائے، پیچیدگیوں سے بچا جائے، اور منفی رویوں کی بجائے مثبت رویوں کو فروغ دیا جائے:

فقال النبي صلى الله عليه وسلم إنما بُعِثتُم مُيَسِّرينَ، ولم تُبعَثوا مُعَسِّرينَ۔ [8]

---

[6]۔ البخاري محمد بن إسماعيل صحيح البخاري جلد اول صفحہ 25 طبع (دار طوق النجاۃ مصر)

[7]۔ البخاري محمد بن إسماعيل صحيح البخاري جلد اول صفحہ 25 طبع (دار طوق النجاۃ مصر)

[8]۔ أبو داود سليمان بن الأشعث سنن أبي داود جلد 1 صفحہ 282 طبع (دار طوق النجاۃ مصر)

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہارے لئے آسانیاں پیدا کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے، سختیاں پیدا کرنے کے لیے نہیں۔
اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کو دین کی تعلیمات کو عمل میں لانے میں آسانی پیدا کرنے کی اہمیت پر زور دے رہے ہیں۔ آپ کا مقصد امت کی زندگیوں کو مشکل بنانا نہ ہے، بلکہ انہیں سہولت اور آسانی فراہم کرنا ہے۔ یعنی دین کی تعلیمات کو عملی طور پر اپنانے میں ایسی راہیں اختیار کی جائیں جو لوگوں کی زندگی کو آسان بنائیں، نہ کہ ان پر مزید بوجھ ڈالیں۔ دین کا مقصد لوگوں کو مشکلات میں ڈالنا نہیں بلکہ ان کی مدد کرنا اور ان کی مشکلات کو حل کرنا ہے:

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَنَّهَا قَالَتْ: مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فِي أَمْرَيْنِ قَطُّ إِلاَّ أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا. مَا لَمْ يَكُنْ إِثْماً. فَإِنْ كَانَ إِثْماً، كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ۔[9]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا" :رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب دو چیزوں میں سے انتخاب کا کہا جاتا تو وہ ہمیشہ آسان چیز کا انتخاب کرتے تھے۔ جب تک کہ وہ گناہ نہ ہو۔ اور اگر گناہ ہو تا تو وہ اس سے سب سے زیادہ دور رہتے تھے۔

یہ اصول ہمیں واضح کرتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا مقصد انسانوں کی سہولیات اور آسانی کو مد نظر رکھنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی فطری سادگی کے باوجود، جب بھی ضرورت پیش آئی، اللہ کی رضا کے لیے مشکل کام بھی خوش دلی سے انجام دیے ہمیں بھی اپنی زندگی میں آسانی اور سادگی کو اہمیت دینی چاہیے، لیکن ساتھ ہی اللہ کی رضا اور ضروری امور کے لیے پیش آمدہ تمام مصائب وآلام کو خوش دلی سے سہنا چاہئیے۔ اس سے مراد ہے کہ ہمیں اپنی سوچ کو آسان بنانے کی کوشش کرنی چاہیے، لیکن جہاں دین اور اللہ کی رضا کے لیے مشکلات کا سامنا کرنا پڑے، وہاں صبر اور عزم کے ساتھ مشکلات کو قبول کرنا چاہیے۔

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، عَنِ الْأَعْرَابِيِّ، الَّذِي سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ خَيْرَ دِينِكُمْ أَيْسَرُهُ، إِنَّ خَيْرَ دِينِكُمْ أَيْسَرُهُ۔ [10]

ترجمہ "حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے رسول خدا ﷺ سے سنا کہ تمہارے دین کا سب سے بہترین پہلو اس کی آسانی ہے تمہارے دین کا سب سے بہترین پہلو اس کی آسانی ہے"

یہ بات واضح کرتی ہے کہ اسلامی احکام کو زندگی میں آسانی سے نافذ کیا جا سکتا ہے۔ لوگ انہیں اپنی روزمرہ کی زندگی میں شامل کر سکتے ہیں، جس سے ان کی زندگی میں خوشی اور سکون آتا ہے۔ اسلام کوئی مشکل مذہب نہیں ہے۔ بلکہ، یہ زندگی گزارنے کا ایک ایسا طریقہ ہے جو عمل میں آسان ہے اور اس کی تعلیمات ان پر عمل کرنے والوں کو سکون اور خوشی فراہم کرتی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود سادگی اور اعتدال کی بہترین مثال ہیں۔

نبی مکرم ﷺ نے مشکل اور مشقتی رسوم یا ریاضتوں کی ترغیب نہیں دی، بلکہ آپ نے دین کو سادہ اور قابل عمل بنانے کی کوشش کی تاکہ ہر فرد اسے اپنی زندگی میں آسانی کے ساتھ شامل کر لے، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے پیروکاروں کو معتدل راستے پر چلنے کی رہنمائی

---

[9]-مالك بن أنس الموطا جلد5صفحه1327 مؤسسة زايد بن سلطان آل نهيان للأعمال الخيرية والإنسانية أبو ظبي - الإمارات

[10]-أحمد بن حنبل مسند احمد بن حنبل جلد 25 صفحه 284 طبع(مؤسسة الرسالة بيروت لبنان)

فراہم کی، جو کہ عملی اور روحانی دونوں لحاظ سے اطمینان بخش ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے دین کو مشکل و پیچیدہ بنانے کی بجائے اس کے اصولوں کو سادہ اور قابل عمل بنایا، تاکہ ہر فرد آسانی کے ساتھ اس پر عمل کر سکے۔ اسی طرح ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اسلام کو اپنی زندگی اور دوسروں کی زندگیوں میں مشکل نہ بنائیں۔ بلکہ، اخلاص اور عقیدت کے ساتھ دین کی تعلیمات پر عمل کریں اور اپنی صلاحیتوں کی حدود کا خیال رکھتے ہوئے دین کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم اپنے دینی عمل کو آسان اور قابل برداشت بنائیں، اور ایسی کوشش کریں جو ہمارے لیے اور دوسروں کے لیے مفید اور سہل ہو۔ ان احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ دین اسلام ایک سادہ اور عمل پذیر دین ہے۔ خدا ورسول ﷺ نے یقیناً ہمیں ہر ممکن سہولت فراہم کی ہے تاکہ ہم اس دین پر آسانی سے عمل کر سکیں۔ یہ سہولتیں اس لیے فراہم کی گئی ہیں تاکہ دین کو اپنانا ہمارے لیے مشکل نہ ہو بلکہ آسان ہو۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اس دین کی فراہم کردہ آسانیوں کا بھرپور استفادہ کریں اور اپنی زندگی میں اس پر عمل کرنے کی مکمل کوشش کریں۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمیں دین کی سادگی اور آسانیوں کو سمجھنا چاہیے اور ان کا عملی طور پر اپنی زندگی میں انطباق کرنا چاہیے، تاکہ ہم دین کی تعلیمات سے فائدہ اٹھا سکیں اور اپنے دینی فرض کو بہتر طریقے سے انجام دے سکیں۔

اباحت اور فطرت اسلام

اسلام کی تعلیمات انسان کی فطرت کے مطابق ہیں اور اس کا کوئی عمل انسان کی عقل یا فطرت کے خلاف نہیں مسلمان ہونے کے ناطے، ہم اس بات کا خاص خیال رکھتے ہیں کہ اکل وشرب میں حلال وحرام کی تمیز کی جائے، اور مال کمانے کے معاملے میں بھی حلت وحرمت کا فرق کرنا ہمارے فرائض میں شامل ہے۔ اسلامی شریعت کے مطابق، کچھ کھانے پینے کی چیزیں حرام قرار دی گئی ہیں، جیسے کہ خنزیر کا گوشت اور مردار جانور۔ یہ احکام دراصل دین فطرت کے اصولوں پر مبنی ہیں، جو انسانی صحت اور فلاح کے لئے ہیں۔

آپ نے کروناوائرس کے تناظر میں اس بات کو اٹھایا ہے کہ کچھ بیماریوں کے پھیلاؤ میں ان جانوروں کے گوشت کا استعمال شامل ہو سکتا ہے جو اسلامی اصولوں کے مطابق حرام ہیں۔ یہ بات درست ہے کہ کچھ وبائیں اور بیماریوں کا آغاز جانوروں سے ہوتا ہے، اور اسلامی شریعت کے حرام قرار دیے گئے جانوروں میں بھی ممکنہ طور پر ایسی بیماریوں کا خطرہ ہو سکتا ہے۔

اسلامی اصولوں کا مقصد انسانی زندگی اور صحت کی حفاظت ہے۔ اگرچہ کروناوائرس کا آغاز چمگادڑوں سے ہوا اور ان کی منتقلی میں مختلف مراحل شامل تھے، لیکن یہ اسلامی تعلیمات کی تصدیق ہے کہ حرام چیزوں سے پرہیز کرنا صحت اور فلاح کے لئے فائدہ مند ہے۔ یہ سمجھنا بھی ضروری ہے کہ اسلامی احکام صرف فزیکل صحت پر ہی نہیں بلکہ روحانی اور اخلاقی فوائد پر بھی مبنی ہیں۔ شریعت کے مطابق حرام چیزوں سے پرہیز کرنے سے نہ صرف بیماریوں سے بچا جا سکتا ہے بلکہ انسان کی روحانی اور اخلاقی حالت بھی بہتر رہتی ہے۔ اس لئے اسلامی تعلیمات کے مطابق کھانے پینے کی چیزوں پر عمل پیرا ہونا نہ صرف دین کی پیروی ہے بلکہ انسانی صحت اور فلاح کے لئے بھی ضروری ہے۔

اسلام کی معتدل نوعیت

اسلام میں اعمال کو سہل اور قابلِ عمل بنایا گیا ہے تاکہ لوگ آسانی سے اس پر عمل پیرا ہو سکیں۔ دین کی ہدایتیں انسانوں کی فطرت اور معاشرتی حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے فراہم کی گئی ہیں، جو کہ پیچیدگی اور سختی سے پاک ہیں۔ اسلامی تعلیمات دنیاوی زندگی کی خوشحالی اور آخرت کی کامیابی دونوں کو اہمیت دیتی ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ اسلامی اصول نہ صرف روحانیت اور آخرت کی فلاح پر زور دیتے ہیں، بلکہ دنیاوی معاملات میں بھی

انسان کو کامیاب بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسلام میں خود کو بہتر بنانے اور نفس کی پاکیزگی پر بہت زور دیا گیا ہے۔ اس کے اصول اور قواعد فرد کو اخلاقی، روحانی، اور معاشرتی لحاظ سے بہتر بنانے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

اسلام میں افراط و تفریط یعنی حد سے تجاوز یا کسی چیز کی کمی کی حالت کو ناپسند کیا جاتا ہے۔ دین کی تعلیمات میں توازن برقرار رکھنے کی تعلیم دی گئی ہے تاکہ کوئی بھی عمل یا عمل کی عدم موجودگی انسان کی ترقی کی راہوں میں رکاوٹ نہ بنے۔ اگر کسی عمل میں افراط و تفریط ہو، تو یہ ترقی کی راہوں میں رکاوٹ بن سکتی ہے۔ مثلاً، اگر کوئی شخص دین کے اصولوں پر عمل کرنے میں انتہا پسندی دکھائے، تو یہ اسے دنیاوی معاملات میں مشکلات کا سامنا کرواسکتی ہے، یا اگر کوئی شخص دین کو ہر اعتبار سے بالکل ترک کر دے تو وہ آخرت کی کامیابی سے محروم رہ سکتا ہے۔ اسلام کی معتدل نوعیت یہ ہے کہ اس کے اصول انسان کی فطرت معاشرتی حالات اور دنیاوی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے وضع کیے گئے ہیں۔ یہ اصول فرد کی زندگی میں توازن کے قیام کے لئے ہیں، اور انسانیت کو تفریط وافراط سے بچا کر ترقی کی راہوں پر گامزن رہنے کی رہنمائی کرتے ہیں۔ اس طرح، اسلام اپنی تعلیمات کے ذریعے دنیاوی اور اخروی زندگی میں کامیابی کی راہیں فراہم کرتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ-[11]

ترجمہ: اے ایمان والو! حرام نہ ٹھہراؤ وہ ستھری چیزیں کہ اللہ نے تمہارے لیے حلال کیں اور حد سے نہ بڑھو، بیشک حد سے بڑھنے والے اللہ کو ناپسند ہیں، اور کھاؤ جو کچھ تمہیں اللہ نے روزی دی حلال پاکیزہ اور ڈرو اللہ سے جس پر تمہیں ایمان ہے،

وہ چیزیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے، ان اشیاء میں سے کچھ کو خود سے حرام قرار دینا یا انہیں اپنی مرضی کے مطابق ناجائز قرار دینا دینِ اسلام کی تعلیمات کے خلاف ہے اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں حلال کی ہیں ہمیں انہیں استعمال کرنے کا حق ہے اور خود سے ان پر پابندیاں عائد کرنا صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص جسمانی لذات کو ترک کرنے کو نفس کی پاکیزگی اور قربِ الٰہی کا ذریعہ سمجھتا ہے، تو یہ اس کی اپنی بنائی ہوئی روش ہے جو کہ اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ اسلام میں اعتدال کی تعلیم دی گئی ہے۔ جسمانی لذتوں کو ترک کرنے سے مراد یہ نہیں کہ ان کی ہر قسم سے مکمل طور پر پرہیز کیا جائے، بلکہ اسلام میں اعتدال کی روشنی میں ان کا استعمال جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے معتدل انداز میں زندگی گزارنے کی ہدایت دی ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ روحانیت اور جسمانیت کا توازن برقرار رکھنا اہم ہے، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ جسمانی ضروریات کو مکمل طور پر ترک کر دیا جائے۔ اسلام ایک معتدل دین ہے جو زندگی کے ہر پہلو میں توازن اور اعتدال کو بحال رکھتا ہے قرآن اور سنت میں ہمیں سختی اور شدت کی بجائے آسانی اور نرمی کی ہدایت دی گئی ہے:

"يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ"[12]

"اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا"

یہ نص صریح دینِ اسلام میں کسی بھی قسم کی بلا ضرورت سختی یا شدت کی کوئی گنجائش نہیں ہے پر دلالت کرتے ہے ہمیں اللہ کے بتائے ہوئے احکام کے مطابق زندگی گزارنی چاہیے، جو کہ آسان اور قابلِ عمل ہیں۔

---

[11]۔ سورہ مائدہ آیت نمبر 87،88

[12] سورۃ البقرۃ:185

علماء متقدمین اور متاخرین کا اس بات پر متفق ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی پیروی اسلامی زندگی کی بنیاد ہے ان کے اعمال، افعال، اور سنن کی پیروی کرنا ہمارے لیے دینِ اسلام کے صحیح مفہوم کو سمجھنے کا ذریعہ ہے۔ اگر نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے کوئی عمل سرانجام دیا تو یہ عمل اسلامی شریعت میں جائز اور مستحب قرار پاتا ہے ان کے اعمال کی پیروی کرنا ہمارے لیے واجب ہے کیونکہ وہ ہمارے لئے بہترین نمونہ ہیں۔ کسی فعل کا ترک کرنا خود بخود اس فعل کی حرمت کی علامت نہیں ہوتی۔ مثال کے طور پر، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی عمل ترک کیے جن کے بارے میں واضح طور پر حرمت کا کوئی حکم نہیں تھا، بلکہ یہ ترک اکثر ان کے ذاتی یا وقتی حالات کی بنا پر تھا۔ اس لیے کسی فعل کو رسول مکرم ﷺ کے ترک کرنے کو حرام سمجھنے سے پہلے شریعت میں اس کی واضح دلیل کی ضرورت ہے اسلامی فقہ میں یہ اصول بھی ہے کہ کسی چیز کو حرام سمجھنے کے لیے شریعت کی واضح دلیل ہونی چاہیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ترک کردہ اعمال کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ حرام ہیں، اس وقت تک درست نہیں جب تک کہ شریعت میں اس کی حرمت کے بارے میں کوئی واضح اور مضبوط دلیل موجود نہ ہو۔ -نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض کام ترک کیے جیسے کہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ خاص قسم کی عبادات یا بعض غذاؤں کا استعمال، لیکن یہ ترک کرنا عموماً وقت اور حالات کی بنا پر تھا اور اس کا مقصد قطعاً یہ نہیں کہ وہ حرام ہیں۔ یہ اصول ہمیں بتاتے ہیں کہ ہمیں اسلامی تعلیمات کو سمجھنے اور عمل کرنے میں اعتدال، توازن، اور شریعت کی واضح ہدایات کو مد نظر رکھنا چاہیے۔

اسلام ایک امن و سکون کا دین ہے، جس کا مقصد انسان کی عقل اور فطرت کی تسکین، آرام، اور زندگی کے معاملات میں استحکام فراہم کرنا ہے۔ اسلام لوگوں کی مشکلات میں اضافہ کرنے کے بجائے ان کی فلاح اور آرام کے لیے آیا ہے۔ اسلام کی تعلیمات پیچیدگیوں میں نہیں بلکہ سادگی اور نرمی میں راحت فراہم کرتی ہیں۔ اسلامی قانون سازی میں آسانی اور تکلیف کی کمیت کو بنیادی اصول سمجھا جاتا ہے، اور یہ اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ اسلام نے کس طرح اپنے پیروکاروں کے لیے زندگی کو سہل اور قابل عمل بنایا ہے۔

اسلام میں قانون سازی کا بنیادی مقصد انسانی زندگی کو آسان بنانا اور بلاضرورت تکلیف سے بچانا ہے۔ قرآن اور سنت میں بار بار اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ دین میں کوئی سختی نہیں ہے اللہ آپ پر آسانی چاہتا ہے، دشواری نہیں چاہتا۔[13]

اس اصول کے تحت، اسلامی قوانین ایسے ڈیزائن کیے گئے ہیں کہ وہ افراد کی زندگی میں موجود مشکلات اور مشکلات کو کم کریں اور ان کے لیے آسانیاں پیدا کریں۔

محرمات اور واجبات کا دائرہ

محرمات اور واجبات وہ امور ہیں جن پر اسلامی شریعت نے پابندیاں عائد کی ہیں اور جن کی پیروی کرنا ضروری ہے۔ ان کی تعداد بہت زیادہ نہیں ہے اور یہ بنیادی طور پر انسانی فلاح کے لیے ضروری امور پر مشتمل ہیں۔ محرمات ان اشیاء یا اعمال پر مشتمل ہیں جن کا کرنا ممنوع ہے، جیسے کہ شراب نوشی، چوری، اور زنا وغیرہ ان کی حرمت کی واضح دلیل موجود ہے اور یہ انسانیت کی نجات و کامیابی کے لیے ہیں. واجبات ان اعمال پر مشتمل ہیں جن کی انجام دہی ضروری ہے، جیسے کہ نماز، روزہ، زکوۃ، اور حج۔ یہ بھی بنیادی دینی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لیے ہیں۔

[13] سورۃ البقرۃ:185

اسلام نے محض چند امور کو فرائض اور ممنوعات کے دائرے میں رکھا ہے جو دینی، دنیوی، اور اخروی فلاح کے لیے اہم ہیں۔ باقی تمام امور کو انسانی اختیار میں چھوڑا ہے، تاکہ افراد اپنی فطرت اور حالات کے مطابق آزادانہ فیصلے کر سکیں۔

اسلامی قانون سازی کی یہ خصوصیات اس بات کو ظاہر کرتی ہیں کہ دینِ اسلام انسان کی زندگی کو سہل اور قابل عمل بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ فرائض، واجبات، اور محرمات کو محدود کر کے، اور باقی امور میں آزادی دے کر، اسلام نے انسانی فلاح اور سکون کو مد نظر رکھا ہے۔

اصل اشیاء میں اباحت دلائل قرآنی کی روشنی میں

هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا۔[14]

ترجمہ: وہی ہے جس نے تمہارے لئے بنایا جو کچھ زمین میں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو بے شمار نعمتیں عطا کی ہیں، جیسے کہ خوراک، پانی، ہوا، زمین، اور دیگر قدرتی وسائل۔ ان سب کا مقصد انسان کی بھلائی اور بقاء ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت یہ ہے کہ انسان ان نعمتوں کو درست طریقے سے استعمال کرے اور ان کا فائدہ اٹھائے، اسلامی شریعت میں کچھ چیزیں حلال (اجازت دی گئی) اور کچھ حرام (ممنوع) قرار دی گئی ہیں۔ یہ قوانین صرف انسانوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے نہیں بلکہ ان کی فلاح، صحت، اور معاشرتی اصولوں کے مطابق بھی ہیں۔ مثلاً، کچھ چیزیں حرام قرار دی گئی ہیں کیونکہ وہ انسان کی صحت یا معاشرتی نظام کے لئے مضر ہو سکتی ہیں۔

احکام کا دائرہ

اسلامی قوانین صرف عبادات تک محدود نہیں ہیں، بلکہ زندگی کے تمام شعبوں پر محیط ہیں۔ یہ قوانین معیشت، سیاست، معاشرت، اور ذاتی تعلقات سمیت ہر پہلو پر رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ انسان کی زندگی منظم، فلاحی، اور اصولوں کے مطابق ہو۔ جائز اور ناجائز کے معیارات ہمیشہ قائم رہیں گے، چاہے وہ دنیا کی زندگی ہو یا آخرت کی۔ حضرت آدم علیہ السلام کے جنت میں ہونے کے دوران بھی یہ معیارات موجود تھے اور قیامت کے دن بھی یہ اصول برقرار رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ کی حکمت و انصاف کی بنا پر کوئی بھی حکم انسانی فلاح اور بہتری کے لئے ہوتا ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ انسانوں کی بھلائی کے لئے جو نعمتیں عطا کی ہیں، ان کو بلاوجہ حرام قرار دے۔ ہر حکم کے پیچھے اللہ کی حکمت اور مقصد ہوتا ہے جو انسان کی دنیاوی اور آخرت کی زندگی میں بہتری لانے کے لئے ہوتا ہے۔ اس تناظر میں، اسلامی قوانین اور احکام کو سمجھتے وقت یہ مد نظر رکھنا ضروری ہے کہ اللہ جل شانہ کی حکمت اور مصلحتوں کی روشنی میں ان قوانین کو دیکھنا چاہیے یہ احکام انسان کی فلاح، امن، اور خوشحالی کے لئے وضع کیے گئے ہیں اور ان پر عمل کرنے سے انسان کی زندگی میں سکون اور بہتری آتی ہے۔

وَنَادَى أَصْحَابُ النَّارِ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ أَفِيضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ أَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكَافِرِينَ- [15]

ترجمہ: اور دوزخی بہشتیوں کو پکاریں گے کہ ہمیں اپنے پانی کا فیض دو یا اس کھانے کا جو اللہ نے تمہیں دیا کہیں گے بیشک اللہ نے ان دونوں کو کافروں پر حرام کیا ہے ۔

---

[14]۔ سورہ بقرہ آیت نمبر 29

[15]۔ سورہ الاعراف آیت نمبر 50

قیامت کے دن، جب سب لوگ اپنے فیصلے کے بعد جنت یا دوزخ میں جائیں گے، تو جنتیوں اور دوزخیوں کے درمیان مکالمہ ہوگا۔ ایک موقع پر، جہنم کے لوگ اہل جنت سے سوال کریں گے کہ اللہ تعالیٰ نے جو پانی اور کھانا تمہیں عطا کیا ہے، کیا اس میں سے کچھ ہمیں بھی دے سکتے ہو؟ اس کے جواب میں جنت والے کہیں گے: "إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكَافِرِينَ" یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ نعمتیں کافروں پر حرام کر دی ہیں۔ یہاں "حرام" سے مراد شرعی حرام نہیں ہے، کیونکہ وہاں شرعی احکام کا نفاذ نہیں ہوگا؛ بلکہ اس سے مراد مکمل محرومی ہے۔ چونکہ حوض اور مشکیزے کے مالک کو اس کے پانی پر زیادہ حق حاصل ہے، اس لیے اسے روکنا جائز ہے۔ اگر کوئی اس پانی کو طلب کرے تو اسے نہ دینا درست ہے۔ اہل جنت کے اس قول "إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكَافِرِينَ" کا مطلب ہے کہ تمہارے لیے ان نعمتوں میں کوئی حق نہیں ہے۔

امام بخاری نے اس موضوع پر ایک باب ذکر کیا ہے جو اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ حوض اور مشکیزے کا مالک اپنے پانی کا سب سے زیادہ حق دار ہوتا ہے انہوں نے اس سلسلہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث بیان کی ہے:

"عن أبا هريرة رضي الله عنه، عن النبي ﷺ قال: والذي نفسي بيده، لأذودن رجالا عن حوضي، كما تذاد الغريبة من الإبل عن الحوض"[16]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے میں کچھ لوگوں کو اپنے حوض کے دائرے سے اس طرح نکال دوں گا جیسے غیر شناسا اونٹ کو حوض سے باہر نکال دیا جاتا ہے۔

"خَلَقَ" بمعنی "قَدَرَ"

مفسرین فرماتے ہیں کہ یہاں "خَلَقَ" بمعنی "قَدَرَ" کے ہے یعنی اس اللہ نے تمہارے لیے زمین کی ساری نعمتوں کو مقرر فرمایا کیونکہ اس آیت کے نزول کے وقت نہ تو کائنات کی ساری چیزیں پیدا ہوئی تھی اور نہ ان اشیائے عالم کے استعمال کرنے والے لوگ پیدا ہوتے تھے لہذا اس آیت کا مقصد یہ ہوا کہ اللہ تعالی جو کچھ تخلیق فرما چکا وہ بھی تمہارے لیے تھا اور جو تخلیق فرمائے گا وہ بھی سب کچھ تمہارے لئے ہے لکم اس میں لا نفع کا ہے یعنی تمہارے نفع کے لیے چیزیں پیدا ہوئی جس سے تم دینی یا دنیاوی نفع حاصل کرو یعنی چیزوں کو کھانا، پینا، پہننا، وغیرہ یہ دنیاوی نفع کے لئے ہے اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کے لئے بعض چیزوں سے بچ کر ثواب حاصل کرنا اور اشیاء عالم کو دیکھ کر خالق کو پہچاننا وغیرہ دینی نفع ہے۔

مافی الارض جمیعا کے کلمات طیبات سے معلوم ہوا کہ زمین کی تمام چیزیں خواہ وہ وسیلے سے ہوں یا بغیر وسیلہ کے یہ سب ہمارے کام آتی ہیں زمین پر ہوں زمین سے ہوں یا زمین میں ہوں سب ہمارے نفع کے لیے پیدا کی گئی عمدہ غذائیں پاکیزہ خوشبوئیں دل پسند آوازیں حسین صورتیں لذیذ چیزیں بلاواسطہ ہمارے لیے ہے اور لکڑی لوہا تیر کمان رسی وغیرہ اس لیے بنے کہ ان کے ذریعے ہم غذائیں حاصل کریں بیماری اور مشقت ہماری عبرت کے لیے پیدا فرمائی گئی موت اس لیے بنی تاکہ دنیاوی نعمتوں سے سارے اگلے اور پچھلے لوگ نفع حاصل کریں اگر سب پیدا ہوتے اور کوئی نہ مرتا تو زمین بھی تنگ ہو جاتی اور روزی بھی اور بے شمار لڑائی جھگڑے واقع ہوتے اور پہلے لوگ حکومت پر قائم رہتے پچھلے اس سے محروم رہتے مشقتیں اور مصیبتیں اسی وجہ سے ہمارے فائدے کے لیے بنی اگر یہ نہ ہوتی تو دنیا میں کوئی کارخانہ ہی نہ ہوتا اگر چور نہ ہوتا تو پولیس کا محکمہ نہ ہوتا اسی طرح لاکھوں آدمی بے کار رہتے اگر مجرم نہ ہوتے کچہریاں ویران ہوتی اگر دشمن نہ ہوتے تو فوج کا محکمہ بیکار تھا اگر سردی گرمی کی

16۔ محمد بن إسماعيل البخاري صحيح البخاري جلد 3 صفحہ 112 طبع (دار طوق النجاة مصر)

مصیبت نہ ہوتی تو کپڑوں کے کارخانے نہ ہوتے اگر بھوک نہ ہوتی تو سارے باورچی بیکار پھرتے اگر بیماری نہ ہوتی تو دواخانے اور ڈاکٹر بیکار تھے غرض یہ کہ سب چیزیں ہمارے ہی نفع کے لیے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِقُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ۔[17]

ترجمہ: تم فرماؤ کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لیے نکالی اور پاک رزق تم فرماؤ کہ وہ ایمان والوں کے لیے ہے دنیا میں اور قیامت میں تو خاص انہی کی ہے، ہم یونہی مفصل آیتیں بیان کرتے ہیں علم والوں کے لیے۔

اس آیت کے تحت صاحب تفسیر مظہری لکھتے ہیں:

وبهذه الاية يثبت ان الأصل فى المطاعم والمشارب والملابس الحل ما لم يثبت تحريمها من الله تعالى قُلْ يا محمد هِيَ اى الزينة والطيبات كائنة مخلوقة لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَياةِ الدُّنْيا حتى يتمتعون بها ويشكرون الله تعالى عليها ويتقوون بها على عبادته وليست للكفار الا تبعا للمؤمنين شاركهم الله تعالى فيها ابتلاء واستدراجا۔[18]

ترجمہ "اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ کھانے پینے اور پہننے کی تمام اشیاء اصل میں حلال ہیں بشرطیکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی حرمت کا حکم نہ ہوا ے محبوب فرمادیجئے یہ زیب وزینت کے لباس، پاکیزہ کھانے تو اللہ تعالیٰ نے پیدا ہی دنیا میں مومن بندوں کیلئے کیے گئے ہیں تاکہ وہ ان سے متمتع ہوں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور ان نعمتوں کو استعمال کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت پر قوت حاصل کریں یہ نعمتیں کفار کیلئے نہیں ہیں مگر مومنین کے وسیلہ سے انہیں بھی اللہ تعالیٰ نے ابتلاء اور استدراجا ان نعمتوں میں شریک کر لیا ہے۔"

"وَسَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِنْهُ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ"[19]

ترجمہ: اور تمہارے لیے کام میں لگائے جو کچھ آسمان میں ہیں اور جو کچھ زمین میں اپنے حکم سے بے شک اس میں نشانیاں ہیں سوچنے والوں کے لئے۔

اللہ تعالیٰ نے سورج اور چاند کو انسانی فلاح کے لیے بڑی حکمت کے ساتھ تخلیق کیا ہے۔ قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے ان celestial bodies کی گردش اور ان کے فوائد کو واضح کیا ہے۔ سورج دن کی روشنی فراہم کرتا ہے، جس کی مدد سے ہم اپنے روزمرہ کے کام انجام دیتے ہیں۔ رات کے وقت بھی روشنی کی کمی کی وجہ سے ہماری زندگی مشکل ہو جاتی ہے سورج کا درجہ حرارت زمین پر ایک خاص توازن قائم رکھتا ہے۔ اگر سورج کی روشنی زیادہ ہوتی تو زمین پر درجہ حرارت بڑھ جاتا اور اگر کم ہوتی تو سردی بڑھ جاتی۔ دونوں صورتوں میں انسانی زندگی ممکن نہ ہوتی۔ سورج کی حرارت کی مدد سے فصلیں پکنے اور پھلنے پھولنے کے قابل ہوتی ہیں۔ بغیر سورج کی روشنی اور حرارت کے، زراعت ممکن نہ ہوتی، جس کی وجہ سے انسانی غذا کی فراہمی متاثر ہو جاتی۔

چاند رات کے وقت روشنی فراہم کرتا ہے، جو قدرتی روشنی کی کمی کو پورا کرتا ہے۔ چاند کی کشش ثقل کی وجہ سے سمندری لہریں بنتی ہیں، جو ماحولیاتی نظام کے توازن میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ آج کل شمسی توانائی کا استعمال بڑھتا جا رہا ہے، جو سورج کی توانائی کو براہ راست ہماری تکنیکی ضروریات

---

[17]۔ سورہ اعراف آیت نمبر 32

[18]۔ المظہري، محمد ثناء الله التفسير المظہري جلد3 صفحه347 طبع(مكتبة الرشدية الباكستان)

[19]۔ سورہ جاثیہ آیت نمبر 13

کے لیے استعمال کرنے کا ایک جدید طریقہ ہے۔ شمسی پینلز کی مدد سے ہم سورج کی حرارت کو بجلی میں تبدیل کرتے ہیں، جو مختلف مشینوں اور آلات کو چلانے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ یہ جدید ٹیکنالوجی سورج کی اہمیت اور اس کی توانائی کے فوائد کو مزید اجاگر کرتی ہے۔

یہ ساری باتیں اس امر کی عکاس ہیں کہ اللہ جل شانہ نے سورج اور چاند کو نہ صرف ہماری زندگی کی بقاء کے لیے ضروری بنایا ہے بلکہ ان کی تخلیق میں ایک عظیم حکمت بھی رکھی ہے ان celestial bodies کی موجودگی اور ان کی گردش ہماری زندگی کی مختلف ضروریات کو پورا کرنے کے لیے بے حد اہم ہیں چاند کی روشنی رات کے وقت بیرونی سرگرمیوں میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ بعض ثقافتوں میں یہ خیال بھی پایا جاتا ہے کہ چاند کی روشنی غلہ اور پھلوں کی نشوونما میں اضافے کا سبب بن سکتی ہے، اور ان میں ذائقے کو بہتر بنانے میں کردار ادا کر سکتی ہے۔ چاند کی روشنی دور دراز دیہاتوں میں جہاں بجلی کی سہولت نہیں ہوتی، رات کو کام کرنے، چلنے پھرنے، اور زندگی کے معمولات کو آسان بناتی ہے۔ یہ روشنی قدرتی روشنی کا ایک اہم ذریعہ ہوتی ہے، جس سے رات کی تاریکی میں بھی زندگی کے کچھ پہلو اجاگر ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے زمین کو مٹی سے بنایا، جو کہ زراعت کے لیے بنیادی عنصر ہے۔ مٹی میں بیج ڈال کر کھیت اور باغات تیار کیے جاسکتے ہیں، اور فصلیں اگائی جاسکتی ہیں۔ یہ انسانی خوراک اور معیشت کے لیے بہت اہم ہے۔ مٹی کی مختلف قسمیں، جیسے کہ پتھر، خشت، اور گارے، مکان بنانے کے لیے استعمال ہوتی ہیں۔ یہ مواد ہمیں محفوظ اور آرام دہ رہائش فراہم کرتے ہیں۔ اگر زمین سونے کی ہوتی، تو سونے کی اتنی بڑی مقدار کی موجودگی زمین کے قدرتی توازن کو بگاڑ سکتی تھی۔ سونے کی اہمیت اور قیمت کی وجہ سے، یہ سونے کے مالکان اور اقتصادی مسائل کو جنم دے سکتی تھی۔

چاندی کی زمین کی صورت میں بھی، چاندی کی زیادہ مقدار زمین کی ساخت اور زراعت پر منفی اثر ڈال سکتی تھی۔ چاندی کی قیمت کے اتار چڑھاؤ سے انسانی زندگی متاثر ہو سکتی تھی۔ لوہے کی کیمیائی خصوصیات اور دھات کی ساخت زراعت اور تعمیرات کے لیے موزوں نہیں ہوتی، اور زمین کا قدرتی توازن بگڑ سکتا تھا۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے زمین، چاند، اور مٹی کو اس طرح تخلیق کیا ہے کہ وہ انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کے لیے موزوں اور مفید ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو اس کی مٹی کی صورت میں بنایا تاکہ انسان زراعت، تعمیرات، اور دیگر ضروریات کو پورا کر سکے۔ اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں جو حکمت اور استعداد موجود ہے، وہ یقیناً ایک عظیم نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ سب چیزیں ہمیں ان کی قدرت اور حکمت کا احساس دلاتی ہیں، اور ہمیں یہ سمجھنے میں مدد کرتی ہیں کہ ہر چیز ایک خاص مقصد اور نظام کے تحت تخلیق کی گئی ہے تاکہ انسان اس سے بھرپور فائدہ اٹھا سکے۔

خلاصہ کلام

شریعت وارد ہونے کے بعد اگر کسی امر کی حرمت پر دلیل شرعی موجود ہے تو وہ حرام قرار دیا جائے گا اور جس چیز کے کرنے پر حکم آیا ہو وہ امر مامور بہ تصور ہوگا اور ورود شرع کے بعد نہی یا امر کسی چیز پر وارد نہ ہو تو اباحت اصلیہ کے تحت مباح اور جائز الانتفاع قرار پائے گا اور یہ تمام دلائل اباحت اصلیہ کے اصولوں کے حجت ہونے پر دلالت کرتے ہیں اباحت اصلیہ کا قاعدہ کلیہ جب پایہ ثبوت کو پہنچ جاتا ہے تو پھر ہم اس کلیہ سے ان امور کے مباح اور جائز الاستعمال ہونے پر دلیل لاتے ہیں اور یہ بھی وہاں جہاں ممانعت شرعی نہ پائی جائے لہذا ورود شرع کے بعد ممانعت شرعی نہ پائے جانے کی حالت میں اشیاء و امور کو جائز تصور کیا جائے گا۔ یعنی اسلام کے مطابق زمین و آسمان کی تمام اشیاء اولاد آدم علیہ السلام کے

فائدہ کے لئے بنائی گئی ہیں۔ جس کا تقاضا ہے کہ زمین و آسمان کی تمام اشیاء مباح (جائز) ہوں سوائے ان اشیاء کے جن کے کرنے یا نہ کرنے کا انسان کو پابند ٹھہرایا گیا ہے۔ اسلام اس تصور کو اباحت اصلیہ کا نام دیتا ہے۔

ایک مسلمان پر جس طرح بہت سے شرعی احکام ضروری ہے، وہیں اس پر یہ بات بھی لازم قرار دی گئی ہے کہ حلال چیزیں کھانے کا اہتمام کرے اور حرام چیزوں کے کھانے سے مکمل اجتناب کرے۔ ان تعلیمات سے پتا چلتا ہے کہ حلال وطیب پاکیزہ غذائیں اور حرام و نجس، ناپاک غذائیں انسانی زندگی اور اس کی صحت پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ دین فطرت اسلام نے انسان کو حلال و پاکیزہ غذاؤں میں صحت وزندگی اور حرام و نجس غذاؤں میں وبائی امراض اور ہلاکت و بربادی کا سبب قرار دیا ہے۔ لہٰذا اس حوالے سے اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر ہی انسانیت فلاح و کامیابی کی راہ پر گامزن ہو سکتی ہے۔